حضرت اسماعیل علیہ السلام اور یہود

جناب محمد رضی الاسلام ندوی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو — توریت کی روایت کے مطابق — بڑھاپے کی عمر میں کئی اولادوں سے نوازا۔ لیکن جو شہرتِ دوام حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کو حاصل ہوئی۔ وہ دوسروں کو حاصل نہ ہوسکی۔ دونوں کی نسلیں خوب پھلی پھولیں۔ بعد میں حضرت عیسیٰؑ تک جتنے انبیاء مبعوث ہوئے وہ حضرت اسحاقؑ کی نسل سے تھے اور خاتم النبیین حضرت محمدؐ حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی دونوں اولادوں کو متعدد فضائل ومناقب سے نوازا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ بنی اسرائیل بنی اسماعیل کے تمام فضائل سے انکار کرنے لگے اور ان فضائل کو اپنے حق میں ثابت کرنا شروع کردیا۔ ایسا ہونا ان سے مستبعد بھی نہ تھا۔ توریت شاہد ہے کہ متعدد مواقع پر انھوں نے ایسی زیادتیاں کی ہیں۔ دوسروں کو ان کے حقوق سے محروم کیا ہے، اپنے مخالفین کو ذلیل کرنے کے لیے ان کی طرف غلط باتیں منسوب کی ہیں اور دوسروں کی فضیلتیں اپنی طرف منسوب کرلی ہیں۔ جب حضرت اسحاقؑ کے بڑے بیٹے عیسو پہلوٹھے ہونے کی وجہ سے وراثت کے مستحق ٹھہرتے ہیں تو دھوکے سے انھیں محروم کرکے ان کے چھوٹے بیٹے یعقوب کو وراثت اور برکت کا حقدار قرار دیتے ہیں[1]۔ بنی موآب اور بنی عمون سے دشمنی کی وجہ سے انھیں ذلیل ورسوا کرنے کے لیے ایک نبی معصوم (حضرت لوطؑ) کی سیرت طیبہ کو داغدار کرکے اس کی جانب یہ بات منسوب کردیتے ہیں کہ اس کے اپنی دونوں بیٹیوں سے (نعوذباللہ) زنا کرنے کے نتیجے میں موآب وبن عمی پیدا ہوئے جو ان دونوں قبیلوں کے جدامجد ہیں[2]۔ حضرت یعقوب اپنے چھوٹے بیٹے حضرت یوسف سے محبت کرتے ہیں تو ان کے دوسرے بیٹے انھیں قتل کرنے کے درپے ہوجاتے ہیں۔ پھر جب انھیں اپنے حقیقی بھائی کی فضیلت

گوارہ نہیں تو وہ اپنے دور کے بھائیوں (یعنی بنی اسماعیل) کی فضیلت کا کیونکر اعتراف کر سکتے تھے؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام توریت میں

توریت میں حضرت اسماعیل کا تذکرہ کتاب پیدائش میں ملتا ہے۔ لیکن اس طرح کہ جگہ جگہ ان کی طرف تحقیر واہانت کے کلمات منسوب کیے گئے ہیں اور بعض فضائل سے انھیں محروم کر دیا گیا ہے مثلاً ان کی ماں (حضرت ہاجرہ) کو بارہا حضرت سارہ کی لونڈی کہا گیا ہے اور انھیں لونڈی کی اولاد بتلایا گیا ہے۔ اسی طرح کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے سارہ کے کہنے پر انھیں ان کی ماں کے ساتھ نکال دیا تھا پھر کوئی خبر نہیں لی۔ اسی طرح واضح طور پر یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل کے مقابلے میں حضرت اسحاق کی شخصیت کو نمایاں کر کے پیش کیا گیا ہے مثلاً ذبیح اسحاقؑ کو قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاقؑ ہی کی نسل کی کثرت کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت اسحاقؑ کی زندگی کے حالات کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے جبکہ حضرت اسماعیل کے بچپن کے بعد کے حالات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ لیکن وہیں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ توریت ہی کی دوسری عبارتوں سے ان باتوں کی تردید ہوتی ہے اور ان کے بالکل برعکس مواد سامنے آتا ہے۔ پیش نظر مقالہ میں حضرت اسماعیلؑ کے بارے میں یہود کے انھیں خیالات کا جائزہ لیا جائے گا اور توریت میں ان کے سلسلہ میں جو متضاد باتیں پائی جاتی ہیں ان کا تجزیہ اور تحلیل کر کے حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

لونڈی کی اولاد

علمائے یہود کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی ماں حضرت ہاجرہ، حضرت سارہ کی لونڈی تھیں۔ کتاب پیدائش باب ۱۵ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور بے اولاد ہونے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اولاد عطا کرنے کا وعدہ کیا، آگے ہے:

> "ابرام کی بیوی ساری کے کوئی اولاد نہ ہوئی، اس کی ایک مصری لونڈی تھی جس کا نام ہاجرہ تھا اور ساری نے ابرام سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے تو اولاد سے محروم رکھا ہے۔ سو تو میری لونڈی کے پاس جا۔ شاید اس سے میرا گھر آباد ہو۔"[۳]

بالآخر حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر چھیاسی[۸۶] برس تھی یہاں بار بار حضرت ہاجرہ کے لیے لونڈی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ باب[۱۶] میں سولہ[۱۶] آیتیں ہیں۔ ان میں ہاجرہ کے لیے چھ[۶] مرتبہ 'لونڈی' اور سارہ کے لیے تین[۳] مرتبہ 'بی بی' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ دوسرے ابواب میں بھی ہاجرہ کو لونڈی اور بنی اسماعیل کو لونڈی کی اولاد کہا گیا ہے مثلاً دیکھئے کتاب پیدائش باب[۲۱] ۱۰ (دو مرتبہ) ۱۲، ۱۳ اور باب[۲۵] ۱۲، کتاب یسعیاہ باب[۵۴] ۱ میں بھی بنی اسماعیل کو "بے کس چھوڑی ہوئی کی اولاد" کہا گیا ہے۔

اس بات کو یہود کی طرف سے اتنے زور شور سے پیش کیا گیا کہ علمائے اسلام بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور اسرائیلیات کے اثرات کی وجہ سے ان کے درمیان بھی یہ بات مانی جانے لگی کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں 'سارہ، فرعون اور ہاجرہ' کے واقعہ کو جن ابواب میں ذکر کیا ہے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

کتاب البیوع: باب شراء المملوک من الحربی وھبتہ وعتقہ

(حربی سے مملوک (لونڈی یا غلام) خریدنے اور اس کے ہبہ کرنے اور آزاد کرنے کا بیان)

کتاب النکاح: باب اتخاذ السراری وثواب من اعتق جاریۃ ثم تزوجہا

(لونڈیاں رکھنے کا بیان اور لونڈی کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرنے کے ثواب کا بیان)

حالانکہ خود توریت کی دوسری تصریحات سے اس بات کا غلط ہونا واضح ہوتا ہے:

۱۔ توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور ان کے بعد کے زمانے میں لونڈی کو میراث میں حصہ نہیں ملتا تھا۔ اسی طرح اس کی اولاد کو بھی میراث میں شریک نہیں سمجھا جاتا تھا۔ وہ صرف انھیں چیزوں کے مستحق سمجھے جاتے تھے جو ان کا باپ (یعنی ان کی ماں کا آقا) انھیں اپنی زندگی میں دے دے۔ اسی لیے حضرت ابراہیم نے قطورہ کے لڑکوں کو اپنی زندگی ہی میں کچھ دے دلا کر مشرق کی طرف بھیج دیا تھا[۱۴]

توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ سارہ نے حضرت ابراہیم کو ہاجرہ اور اسماعیل کو نکال دینے پر اس لیے آمادہ کیا تھا کیوں کہ انھیں خوف تھا کہ کہیں اسماعیل اسحاق کے ساتھ میراث میں شریک نہ ہو جائیں:

"تب اس نے ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا"[۱۵]

اگر حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں تو اسماعیلؑ کے میراث میں شریک ہونے کا خوف کیوں تھا؟

(۲) اگر ہم لفظ 'لونڈی' کو یہود کا اضافہ نہ مانیں تب بھی خود توریت کے استعمالات سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ 'لونڈی' کا استعمال مجازاً بیوی کے لیے بھی ہوتا ہے۔ یہود میں رواج تھا کہ باپ اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اس کے شوہر سے کچھ پیسے لے لیتا تھا۔ اس طریقہ کو 'بیٹی کے بیچنے' سے تعبیر کرتے تھے۔ اس کے باوجود بیٹی لونڈی نہ بنتی تھی بلکہ اس کی حیثیت بیوی کی سی ہوتی تھی۔ کتاب خروج میں ہے:

> "اور اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو لونڈی ہونے کے لیے بیچ ڈالے تو وہ غلاموں کی طرح چلی نہ جائے اگر اس کا آقا جس نے اس سے نسبت کی ہے اس سے خوش نہ ہو تو وہ اس کا فدیہ منظور کرے۔ پر اسے یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس کو کسی اجنبی قوم کے ہاتھ بیچے، کیونکہ اس نے اس سے دغابازی کی" [۶]

یہاں لونڈی سے مراد بیوی ہے۔ مجازاً اس کا اطلاق لونڈی پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی بیوی کے لیے بھی لونڈی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے:

> "اور جب داؤد کے خادم کرمل میں ابیجیل کے پاس آئے تو انھوں نے اس سے کہا کہ داؤد نے ہم کو تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ ہم تجھے اس سے بیاہنے کو لے جائیں۔ سو وہ اٹھی اور اوندھے منہ گری اور کہنے لگی کہ دیکھ تیری لونڈی تو نوکر ہے تاکہ اپنے مالک کے خادموں کے پاؤں دھوئے" [۷]

اسی لیے بعض علمائے یہود نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہاجرہ لونڈی نہیں بلکہ فرعون مصر کی بیٹی تھیں۔ توریت کے مفسر ربی شلومو اسحاق نے کتاب پیدائش باب ۱۶ کی تفسیر میں لکھا ہے:

> "وہ فرعون کی بیٹی تھی۔ جب اس نے کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ واقع ہوئی تھیں تو کہا کہ میری بیٹی کا اس کے گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے" [۸]

قصص یہود کا جو مجموعہ گنزبرگ (GINZBERG) نے چار جلدوں میں شائع کیا ہے اس میں ہے: "بادشاہ مصر نے عہد کر لیا کہ وہ ابراہیم کو ہر طرح پر قوت و پرشوکت بنا کر رہے گا...... چنانچہ اپنی بیٹی تک ہدیہ دے دی۔ سارہ کی تعلیم و تربیت میں رہ کر وہ بھی ویسی ہی باخدا بن گئیں اور ہر طرح ابراہیم کی رفاقت کے قابل" [۹]

یہود نے حضرت ہاجرہ کے لیے 'سارہ کی لونڈی' اور حضرت اسماعیل کے لیے 'لونڈی کی اولاد' کے الفاظ محض ذلت و حقارت کے لیے استعمال کیے ہیں۔ حالانکہ انھیں دیکھنا چاہیے کہ خود ان کے محترم آباء و اجداد لونڈی کی اولاد تھے، حضرت یعقوب کی بیوی لیاہ کی لونڈی زلفہ سے حضرت یعقوب کے فرزندان جد اور آشر پیدا ہوئے اور ان کی بیوی راخیل کی لونڈی بلہہ سے ان کے فرزندان دان اور نفتالی پیدا ہوئے اور یہ چاروں فرزند اسرائیل کے ان بارہ لوگوں میں سے ہیں جنھیں یعقوب، موسیٰ، داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام نے وقتاً فوقتاً برکتیں دی ہیں[۱۱]

توریت میں جو فضیلتیں حضرت اسحاق اور ان کی والدہ سارہ کے لیے بیان ہوئی ہیں، ٹھیک وہی فضیلتیں حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ کے لیے بھی مذکور ہیں:

	سارہ	ہاجرہ
خدا نے درد و غم سنا	۱۴ : ۱۸	۱۱ : ۱۶
فرشتے نے کثرت اولاد کی بشارت دی	۱۰ : ۱۸	۱۷ : ۲۱، ۱۰ — ۷ : ۱۶
فرشتے نے کلام کیا	۱۵ : ۱۸	۱۳ : ۱۶
خدا نے برکت دی	۱۶ : ۱۷	

	اسحاق	اسماعیل
خدا نے نام رکھا	۱۹ : ۱۷	۱۱ : ۱۶
خدا نے برکت دی	۱۹ : ۱۷	۲۰ : ۱۷
خدا ساتھ تھا	۲۴ : ۲۶	۲۰ : ۲۱
قوموں اور بادشاہوں کے باپ ہوں گے	۱۶ : ۱۷	۱۶ : ۲۵
ختنہ ہوا	۴ : ۲۱	۲۳ : ۱۷
عہد الٰہی	۱۹ : ۱۷	

کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حدیث میں بھی حضرت ہاجرہ کو لونڈی کہا گیا ہے۔ صحیحین میں ہاجرہ کے لیے جو الفاظ آئے ہیں، وہ یہ ہیں:

اخدم ولیدۃً، اخدم ھاجر، اخدمنی ھاجر، اعطوھا ھاجر، اخدم خادماً۔ یہ الفاظ لونڈی کے لیے خاص نہیں ہیں ولیدۃً کا اطلاق ہر لڑکی پر ہوتا ہے۔ اسی طرح خادم (خدمت گزار) کے لیے بھی غلام یا لونڈی ہونا ضروری نہیں۔ اور اخدم (خدمت کے لیے دینا) بھی اس معنی میں صریح نہیں ہے کہ جو

خدمت کے لیے دیا جائے وہ غلام یا لونڈی ہو۔ اس لیے ان الفاظ سے یہ استنباط کرنا کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں صحیح نہیں ہوگا۔

حضرت اسماعیلؑ کی مکہ میں آبادکاری

توریت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مکہ میں آبادکاری سے متعلق جو قصہ مذکور ہے وہ عجیب وغریب تضادات کا شکار ہے۔ توریت میں ہے کہ "سارہ کے کوئی اولاد نہیں تھی اس لیے اس نے اپنی مصری لونڈی (ہاجرہ) ابراہیم کے حوالے کی تاکہ اس کے ذریعے گھر آباد ہو۔ بالآخر ابرہام سے ہاجرہ کے ایک بیٹا ہوا جس کا نام اس نے اسماعیل رکھا۔ اس وقت ابراہیم چھیاسی برس کے تھے[۱۱] ننانوے برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک دوسرے بیٹے اسحاق کی بشارت سنائی اور اگلے سال حضرت سارہ سے اسحاق کی ولادت ہوئی۔ دودھ چھڑانے کے دن ابراہیم نے ایک بڑی ضیافت کی۔ اس میں سارہ نے یہ دیکھ کر کہ ہاجرہ کا بیٹا ٹھٹھے مارتا ہے، ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بیٹے کو گھر سے نکال دے[۱۲] اس کے بعد توریت کے الفاظ یہ ہیں:

> "تب ابرہام نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور اسے ہاجرہ کو دیا بلکہ اسے اس کے کندھے پر دھر دیا اور لڑکے کو بھی اس کے حوالے کرکے اسے رخصت کر دیا۔ سو وہ چلی گئی اور بیرسبع کے بیابان میں آوارہ پھرنے لگی، اور جب مشک کا پانی ختم ہوگیا تو اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اس کے مقابل ایک تیر کے ٹپّے پر دور جا بیٹھی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا مرنا تو نہ دیکھوں۔ سو وہ اس کے مقابل بیٹھ گئی اور چلا چلا کر رونے لگی اور خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر، کیونکہ خدا نے اس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہے اس کی آواز سن لی ہے۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال، کیوں کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا"[۱۳]

مقدم الذکر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل حضرت اسحاق سے چودہ سال بڑے تھے اور ان کے گھر سے نکالے جانے کا واقعہ حضرت اسحاق کی ولادت کے بعد پیش آیا۔

یعنی گھر سے نکلتے وقت حضرت اسماعیل کی عمر چودہ پندرہ سال تھی۔ جبکہ مؤخر الذکر آیات میں "لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا" "جہاں لڑکا پڑا ہے" اور "اٹھ اور لڑکے کو اٹھا" کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت اسماعیل شیر خوار بچے تھے اور انھیں چلنا بھی نہیں آتا تھا۔ توریت کے اس صریح تعارض کی بنا پر علمائے اسلام میں سے بعض نے سرے سے ہاجرہ اور اسماعیل کے گھر سے نکالے جانے اور بیابان میں رہنے والے واقعہ کا انکار کیا ہے اور بعض نے اس واقعہ کو مانتے ہوئے اسے اس وقت کا واقعہ قرار دیا ہے جب اسماعیل چودہ پندرہ سال کے تھے اور اس کے شیر خوارگی کے زمانے کا واقعہ ہونے کی تردید کی ہے۔

لیکن میرے نزدیک واقعات کی صحیح ترتیب یوں ہے کہ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسماعیل کو زمانہ طفولیت ہی میں ان کی ماں ہاجرہ سمیت مکہ کے بیابان میں لا بسایا تھا۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مشیئت سے ان کے رہنے کے اسباب و وسائل فراہم کر دیے۔ پھر اس نے حضرت ابراہیم کی ایک دوسری آزمائش کی اور خواب میں دکھایا کہ وہ اپنے ہزدلعزیز بیٹے اسماعیل کو راہِ خدا میں قربان کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم اسے وحی الٰہی سمجھ کر فوراً آمادۂ تعمیل ہو گئے۔ آزمائش میں کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں دوسرے بیٹے اسحاق کی بشارت دی۔

چونکہ یہود نے قربانی کا شرف اپنی نسل میں منتقل کرنے کے لیے توریت میں تحریف کر کے اسماعیل کے بجائے اسحاق کو ذبیح قرار دیا، اس لیے انھیں اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لیے دوسری تحریفیں بھی کرنی پڑیں چنانچہ انھوں نے واقعات کی ترتیب بدل کر حضرت اسحاق کی پیدائش واقعہ ذبح سے پہلے قرار دی۔ حضرت سارہ کی جانب ہاجرہ اور اسماعیل کے تئیں نازیبا کلمات منسوب کیے اور سارہ کی بات مان کر حضرت ابراہیم کے انھیں گھر سے نکال دینے کا افسانہ گڑھا۔ لیکن اس کے باوجود مؤخر الذکر آیات (کتاب پیدائش باب ۲۱: ۱۴-۱۸) میں کچھ الفاظ ان کے دست تحریف سے بچ گئے۔ جن سے ان کی کذب بیانی اور دروغ گوئی واضح ہوتی ہے۔[۱۲]

ذبیح کون؟

علمائے یہود اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت ابراہیم کے جس بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے

قربان کردینے کا حکم دیا تھا وہ اسحاق ہیں نہ کہ اسماعیل۔ اس معاملہ میں ان میں اس حد تک اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ آج تک کسی ایک شخص کی طرف سے بھی اس کے برعکس دوسری رائے سامنے نہیں آئی یہی نہیں بلکہ اس رائے کو ان کی طرف سے اس زور شور سے پیش کیا گیا کہ بعض صحابہؓ و تابعین اور علمائے سلف نے بھی اسے قبول کرلیا اور حضرت اسحٰق کو ذبیح قرار دے دیا۔ وہ یہود کی اس سازش اور علمی بد دیانتی کو نہ سمجھ سکے جو ان کی فطرت ثانیہ میں داخل تھی۔ حالانکہ خود توریت کی متعدد عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اسحاق ہو ہی نہیں سکتے۔ صرف اور صرف اسماعیل ہی پر ذبیح کی صفت صادق آتی ہے توریت میں واقعہ ذبح یوں بیان کیا گیا ہے:

"خدا نے ابرہام کو آزمایا اور اسے کہا: اے ابرہام اس نے کہا: میں حاضر ہوں
تب اس نے کہا کہ تو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے۔ اور جسے تو پیار
کرتا ہے ساتھ لے کر موریاہ کے ملک میں جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے
ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا"[۱۶]

ان آیتوں میں ذبیح کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں اور دونوں حضرت اسحاق پر منطبق نہیں ہوتیں بلکہ صریح طور پر حضرت اسماعیل سے متعلق ہیں۔

۱۔ 'جو تیرا اکلوتا ہے'، خود توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم سے حضرت اسمٰعیل کی ولادت ہوئی اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر چھیاسی سال کی تھی۔ اس کے چودہ سال بعد حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی، معلوم ہوا کہ اکلوتے اسماعیل تھے نہ کہ اسحاق۔

۲۔ 'جسے تو پیار کرتا ہے' جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو سارہ سے ایک بیٹا ہونے کی بشارت دی تو توریت کی روایت کے مطابق ابراہیم نے فرمایا: "کاش اسماعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے" اس سے حضرت اسماعیل سے حضرت ابراہیم کی محبت عیاں ہوتی ہے۔

محض یہ دو صفتیں ہی یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ یہود نے محض اندھی عصبیت اور نسلی دشمنی میں کتاب الٰہی میں تحریف کی اور اسماعیل کی جگہ اسحاق کے نام کو رکھ کر ذبیح کا شرف اپنی نسل میں منتقل کرنے کی ناکام کوشش کی۔

اس سلسلہ میں قرآن نے اگرچہ صراحت سے کام نہیں لیا۔ لیکن اس میں بھی ایسے واضح اشارات ملتے ہیں جن سے حضرت اسماعیل کا ذبیح ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اگرچہ کوئی صحیح حدیث مروی نہیں لیکن جو روایات ملتی ہیں وہ بھی حضرت اسماعیل کو ذبیح قرار دیتی ہیں۔

اس موضوع پر مولانا حمید الدین فراہیؒ نے ایک وقیع رسالہ 'الرای الصحیح فیمن ھوالذبیح' سپرد قلم فرمایا ہے۔ جس میں حضرت اسماعیل کے ذبیح ہونے کے سلسلہ میں توریت اور قرآن سے تیرہ تیرہ دلیلیں دی ہیں اور روایات اور اشعار جاہلیت سے بھی اسے ثابت کیا ہے۔ انجیل برنابا[18] میں تو صراحت سے مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم نے جس بیٹے کی قربانی کرنی چاہی تھی وہ ان کے اکلوتے بیٹے اسماعیل تھے۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"فرشتے جبرئیل نے جواب دیا۔ اٹھ یسوع اور ابرہام کو یاد کر۔ جو خدا کے حکم کی تعمیل میں اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل کو خدا کے لیے قربان کرنے پر تیار ہوگیا تھا اور جب چھری اس کے بیٹے کو نہ کاٹ سکی تو اس نے میرے کہنے پر ایک بھیڑ کی قربانی دی۔ اسی طرح اے یسوع خدا کے بندے، تو بھی کر"[18]

"اور ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو جتنا درست تھا اس سے ذرا زیادہ چاہا جس پر خدا نے ابرہام کے دل سے یہ غلط محبت ختم کرنے کے لیے حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دے"[19]

حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں جو یہودی علماء تھے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ذبیح اسحاق ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ نے صراحت سے ان کی تردید کی اور ان کی کذب بیانی واضح کی ایک مرتبہ کاہنوں، فقیہوں، فریسیوں اور سردار کاہن کی مجلس میں فرمایا:

"....خدائے زندہ کی قسم ابرہام کو خدا سے ایسی زیادہ محبت تھی کہ اس نے نہ صرف جھوٹے بت پاش پاش کر دیئے اور اپنے باپ اور ماں کو بھی چھوڑ دیا بلکہ خدا کی فرماں برداری میں اپنے بیٹے کو بھی ذبح کرنے پر تیار ہوگیا تھا۔

سردار کاہن نے جواب دیا: یہی میں تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ تجھے قتل کرنا نہیں چاہتا۔ سو ہمیں بتا ابرہام کا یہ بیٹا کون سا تھا؟

یسوع نے جواب دیا: خدایا تیری حرمت کی غیرت مجھے اکساتی ہے اور میں چپ نہیں رہ سکتا میں سچ کہتا ہوں ابرہام کا یہ بیٹا اسماعیل تھا جس کی نسل سے مسیح آنے کو ہے۔ جس کا ابرہام سے وعدہ تھا کہ اسی میں زمین کے تمام قبیلے برکت پائیں گے۔

تب یہ سن کر سردار کاہن غضبناک ہوگیا اور چیخ اٹھا: آؤ اس بدعقیدہ شخص

کو سنگسار کر دیں۔ یہ تو کوئی اسماعیلی ہے۔ اس نے موسیٰ اور خدا کی شریعت
کے خلاف کفر بکا ہے"۔[۲۰]

ایک مرتبہ شاگردوں کے اسی قسم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم فرشتے جبریل کے الفاظ پر غور کرو تو تم ہمارے فقیہوں اور عالموں کا بغض جان لو گے۔ کیونکہ فرشتے نے کہا۔ ابرہام ساری دنیا جان لے گی کہ خدا تجھ سے کتنی محبت رکھتا ہے پر دنیا یہ کیونکر جانے کہ تجھے خدا سے کتنی محبت ہے؟ یقیناً یہ ضروری ہے کہ تو خدا کی محبت کے لیے کچھ کر۔ ابرہام نے جواب دیا، دیکھو خدا کا بندہ جو کچھ خدا کی مرضی ہو کرنے کو تیار ہے۔

تب خدا نے ابرہام سے فرمایا: اپنا بیٹا اپنا پہلوٹھا اسماعیل لے اور پہاڑ پر آ کر اس کی قربانی دے سو اضحاق پہلوٹھا کیونکر ہوا کہ جب اضحاق پیدا ہوا تو اسماعیل سات سال کا تھا؟"[۲۱]

بشارتیں

توریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے میں جا بجا متعدد بشارتیں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی نسل کی کثرت اور برکت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہود کہتے ہیں کہ اس سے حضرت ابراہیم کی وہ نسل مراد ہے جو ان کے بیٹے حضرت اسحاق کے ذریعے پھلی پھولی توریت کی مختلف کتابوں میں اس قسم کی بیشمار عبارتیں ملتی ہیں۔ ان میں کچھ درج ذیل ہیں:

"اور ابرہام کی وفات کے بعد خدا نے اس کے بیٹے اضحاق کو برکت بخشی"[۲۲]

"تو اپنے بندے ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کو یاد کر جن سے تو نے اپنی ہی قسم کھا کر یہ کہا تھا کہ میں تیری نسل کو آسمان کے تاروں کی مانند بڑھاؤں گا۔ اور یہ سارا ملک جس کا میں نے ذکر کیا تمہاری نسل کو بخشوں گا کہ وہ سدا اس کے مالک رہیں گے"۔[۲۳]

"یشوع نے ان سب لوگوں سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ ..... میں نے تمہارے باپ ابرہام کو بڑے دریا کے پار سے لے کر کنعان

کے سارے ملک میں اس کی رہبری کی اور اس کی نسل کو بڑھایا اور اسے اضحاق عنایت کیا"[۲۴]

" اپنے باپ ابرہام پر اور سارہ پر جس سے تم پیدا ہوئے نگاہ کرو کہ جب میں نے اسے بلایا، وہ اکیلا تھا، پر میں نے اس کو برکت دی اور اس کو کثرت بخشی"[۲۵]

اس طرح یہود نے دانستہ طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت اسحاق کی نسل کو برکت دی اور اس سے متعلق اس نے جو وعدے کیے تھے وہ پورے کیے۔ حضرت اسماعیل کی نسل کی برکت اور وعدوں کی تکمیل کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ حالانکہ خود کتاب پیدائش میں بہت سی بشارتیں اور کثرت ذریت کے وعدے حضرت اسماعیل کی نسل سے متعلق ملتے ہیں۔

حضرت ابراہیم کے اپنے وطن اور ناطے داروں کے درمیان سے ہجرت کرنے کے بعد (حضرت اسماعیل کی ولادت سے پیشتر) دو مرتبہ بڑی قوم بنائے جانے، برکت دیے جانے اور نسل کو خاک کے ذروں کی مانند بنانے اور ملک دیے جانے کی بشارت سنائی گئی (پیدائش باب۱۲ ۱-۳، باب۱۳ ۱۴-۱۶) یہاں اس کا مصداق حضرت ابراہیم کی پوری نسل (حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق دونوں) ہو سکتی ہے البتہ اس کے اولین مستحق بڑے ہونے کی وجہ سے حضرت اسماعیل ہوں گے۔

حضرت اسحاق کی نسل کے بارے میں حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ کی بشارت صرف ایک مرتبہ صراحت سے ملتی ہے:

"اور خداوند نے ابرہام سے کہا کہ ساری جو تیری بیوی ہے سو اس کو ساری نہ پکارنا۔ اس کا نام سارہ ہوگا اور میں اسے برکت دوں گا اور اس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشوں گا یقیناً میں اسے برکت دوں گا کہ قومیں اس کی نسل سے ہوں گی اور عالم کے بادشاہ اس سے پیدا ہوں گے...... بیشک تیری بیوی سارہ کے تجھ سے بیٹا ہوگا تو اس کا نام اضحاق رکھنا اور میں اس سے اور پھر اس کی اولاد سے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا"[۲۶]

اس کے علاوہ جتنی جگہوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے ان کی نسل کی کثرت کا وعدہ

کیا ہے[۲۷] وہاں یا تو صراحت سے حضرت اسماعیل کا تذکرہ ہے یا ان کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے:

"پھر ابرام نے کہا دیکھ تو نے مجھے کوئی اولاد نہیں دی اور دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا۔ تب خداوند کا کلام اس پر نازل ہوا اور اس نے فرمایا یہ تیرا وارث نہ ہوگا بلکہ جو تیرے صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا۔ اور وہ اس کو باہر لے گیا اور کہا کہ اب آسمان کی طرف نگاہ کر اور اگر تو ستاروں کو گن سکتا ہے تو گن اور اس سے کہا کہ تیری اولاد ایسی ہی ہوگی"[۲۸]

"اور خداوند کے فرشتے نے اس سے (یعنی ہاجرہ سے) کہا کہ میں تیری اولاد کو بڑھاؤں گا یہاں تک کہ کثرت کے سبب سے اس کا شمار نہ ہو سکے گا"[۲۹]

"جب ابرام ننانوے برس کا ہوا تب خداوند ابرام کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدائے قادر ہوں تو میرے حضور چل اور کامل ہو اور میں اپنے اور تیرے درمیان عہد باندھوں گا اور تجھے بہت زیادہ بڑھاؤں گا۔ تب ابرام سرنگوں ہوا اور خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا کہ دیکھ میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابرام نہیں کہلائے گا بلکہ تیرا نام ابرہام ہوگا کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھہرا دیا ہے اور میں تجھے بہت برومند کروں گا اور قومیں تیری نسل سے ہوں گی اور بادشاہ تیری اولاد میں سے برپا ہوں گے۔"[۳۰]

"اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی، دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔"[۳۱]

"اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کروں گا اس لیے کہ وہ تیری نسل ہے۔"[۳۲]

"اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر کیونکہ خدا نے اس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہے اس کی آواز سن لی ہے۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیونکہ میں اس کو بڑی قوم بناؤں گا۔"[۳۳]

"خداوند فرماتا ہے: چونکہ تو نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے دریغ نہ رکھا اس لیے میں نے بھی اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا اور تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند کردوں گا، اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی اور تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی کیونکہ تو نے میری بات مانی"۔[۲۴]

مقصود حضرت اسحاق علیہ السلام کی فضیلتوں کا انکار نہیں بلکہ محض یہ ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کی نسل کی کثرت اور برکت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل دونوں سے تھا نہ کہ صرف اسحاق سے۔

عہدِ الٰہی

توریت میں حضرت اسماعیل کے ختنہ کا بھی ذکر ہے۔ یہ اس عہد کا نشان ہے جو اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم اور آپ کی نسل سے کیا تھا:

"تب ابرام سرنگوں ہوگیا اور خدا نے اس سے ہم کلام ہوکر فرمایا..... میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی سب پشتوں کے لیے اپنا عہد جو ابدی ہوگا باندھوں گا تاکہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا رہوں اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے اور میں ان کا خدا ہوں گا' پھر خدا نے ابرہام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اسے مانے اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانوگے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے یہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے۔ خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اسے کسی پردیسی سے خریدا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زرخرید

کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا"۔[۳۵]

یہود کہتے ہیں کہ عہد الٰہی کے مستحق اصلاً حضرت اسحاق ہیں۔ اس لیے کہ انھیں کی نسل کو اللہ تعالیٰ نے کنعان کا ملک عنایت کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے ختنہ کی سنت کو مضبوطی سے اختیار کیا۔ لیکن توریت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم الٰہی کے بعد ہی حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیل اور سب خانہ زادوں اور زر خریدوں کو لیا اور خدا کے حکم کے مطابق ان کا ختنہ کیا۔ اس وقت حضرت اسماعیل کی عمر تیرہ سال تھی۔ معلوم ہوا کہ حضرت اسماعیل عہد کا حکم نازل ہونے کے بعد ابتداہی میں حضرت اسحاق سے ایک سال قبل عہد الٰہی کے مستحق ہو گئے۔

انجیل برناباس میں صراحت ہے کہ عہد الٰہی اسماعیل کی نسل میں کیا گیا تھا نہ کہ اسحاق کی نسل میں شاگردوں کی ایک مجلس میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر نبی جب آیا ہے خدا کی رحمت کا نشان صرف ایک قوم کے لیے لایا ہے اور اسی لیے اس کا کلام نہ پھیلا، سوائے ان لوگوں تک سے جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے۔ پر خدا کا رسول، جب وہ آئے گا تو خدا اسے گویا اپنے ہاتھ کی مہر عطا کرے گا۔ وہ دنیا کی تمام قوموں کے لیے جو اس کا دین قبول کریں گی نجات اور رحمت لائے گا۔ وہ بے دینوں پر طاقت کے ساتھ آئے گا اور بت پرستی مٹا دے گا یہاں تک کہ وہ شیطان کو مبہوت کر دے گا۔ کیونکہ خدا نے ابرہام سے یہی وعدہ کیا تھا کہ دیکھ تیری نسل میں میں زمین کے تمام قبیلوں کو برکت دوں گا اور جس طرح اے ابرہام تو نے بت پاش پاش کیے اسی طرح تیری نسل بھی کرے گی۔

یعقوب نے جواب میں کہا اے استاد ہمیں بتا کہ یہ وعدہ کس میں کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہودی کہتے ہیں اضحاق میں اور اسماعیلی کہتے ہیں اسماعیل میں...... یسوع نے کہا...... یقین کر و میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ وعدہ اسماعیل میں تھا نہ کہ اضحاق میں۔

اس پر شاگردوں نے کہا۔ اے استاد موسیٰ کی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ یہ وعدہ اضحاق میں کیا گیا تھا۔

یسوع نے کراہ کر جواب دیا: ایسا ہی لکھا ہے مگر موسیٰ نے نہیں لکھا۔ نہ یشوع نے لکھا، بلکہ ہمارے ربیوں نے، جو خدا سے نہیں ڈرتے۔"[۳۹]

حضرت اسماعیل کا مکہ اور خانہ کعبہ سے تعلق

توریت سے حضرت اسماعیل کے بچپن کے بعد کی زندگی پر کچھ روشنی نہیں پڑتی۔ اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ: "خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیر انداز بنا، اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا"[۴۰] اور یہود کہتے ہیں کہ بیابان سے مراد فلسطین سے متصل علاقہ ہے۔

حضرت اسماعیل کے مکہ سے تعلق کی بابت توریت خاموش ہے اور اس سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے متعلق بھی کچھ معلوم نہیں دیتا۔ اسی بنا پر کچھ تجدد پسند لوگوں نے مکہ اور خانہ کعبہ سے حضرت اسماعیل کے تعلق کا قطعی انکار کیا ہے۔ لیکن وہیں کچھ ایسے واضح اشارات ملتے ہیں جن سے حضرت اسماعیل کا مکہ اور خانہ کعبہ سے تعلق آشکارا ہوتا ہے۔

۱۔ توریت سے ثابت ہے کہ حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ نبایوت[۱]، قیدار[۲] ادبئیل[۳]۔ مبسام[۴]، مشماع[۵]، دومہ[۶]، مسّا، حدد[۷]، تیما[۸]، یطور[۹]، نفیس[۱۰]، قدمہ[۱۲]۔

توریت یہ بھی کہتی ہے کہ "انہی کے ناموں سے ان کی بستیاں اور چھاؤنیاں نامزد ہوئیں اور یہی بارہ اپنے قبیلے کے سردار ہوئے"

تاریخ میں جزیرۃ العرب کے کئی مقامات کے نام حضرت اسماعیل کے ان فرزندوں کے ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت اسماعیل کے فرزندوں کی بستیاں تھیں۔ ینبوع سے متصل آبادی کا نام بنیت ہے جو نبایوت سے ملتا جلتا ہے۔ اس سے قریب ایک علاقہ کا نام الحضیر ہے جو قیدار کی بگڑی شکل معلوم ہوتا ہے۔ مسماع نجد میں ہے جو مشماع سے منسوب ہے۔ شام اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور شہر دومۃ الجندل ہے جو دومہ سے منسوب ہے۔ یمن کے ایک شہر کا نام موسے ہے جو مسّا سے ملتا جلتا ہے۔ جنوبی عرب میں ایک علاقہ حدیدہ ہے جہاں ایک مشہور قبیلہ بنو حدد رہتا ہے۔ جو بظاہر حدد کی نسل سے ہے خیبر کی راہ پر فدک سے قریب

تیما ہے جو غالبًا تیمہ سے منسوب ہے۔ یمن میں ایک شہر قیداہ ہے۔ جہاں ایک قبیلہ بنو قدمان رہتا ہے۔ شاید یہ قدمہ کی نسل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل جزیرۃ العرب ہی کے کسی مقام پر رہے اور وہیں ان کی نسل آباد ہوئی۔[۳۸]

۲۔ کتاب یسعیاہ میں ہے:

"اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور عیفہ کی سانڈنیاں آکر تیرے گرد بے شمار ہوں گی۔ وہ سب سبا سے آئیں گے اور سونا اور لُبان لائیں گے اور خدا کی حمد کا اعلان کریں گے۔ قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبایوت کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے وہ میرے مذبح پر مقبول ہوں گے۔ اور میں اپنی شوکت کے گھر کو جلال بخشوں گا۔"[۳۹]

مدیان اور عیفہ بنو قطورہ اور قیدار اور نبایوت بنو اسماعیل ہیں۔ اوپر معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے اور جزیرۃ العرب میں رہتے تھے۔ ان کا اپنے ساتھ اونٹ، بھیڑ مینڈھے اور قربانی کے جانور لانا۔ ایک مذبح پر جمع ہونا اور خدا کی حمد کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس مقام کو "اپنی شوکت کا گھر" قرار دینا واضح نشانیاں ہیں کہ یہ مقام خانہ کعبہ کے علاوہ اور کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا اپنی شوکت کا گھر "بیت اللہ الحرام" کا ہم معنی ہے۔ تاریخ ما قبل اسلام میں خانہ کعبہ اسی حیثیت سے مشہور تھا۔ لوگ اپنے قربانی کے جانوروں کے ساتھ حج کرنے کے لیے دور دور سے آتے تھے اور وہاں خدا کی حمد کرتے تھے۔[۴۰]

کچھ اہم حقائق

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں توریت میں جو دوسرے بیانات ہیں ان سے کچھ ایسے حقائق سامنے آتے ہیں جن پر یہود نے دانستہ پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں ہم ان پر کچھ روشنی ڈالیں گے:

۱۔ حضرت اسماعیل کے بارے میں مذکور ہے:

"وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔"[۴۱]

اسی طرح ان کی اولاد کا مسکن یہ بتلایا گیا ہے:

"اور اس کی اولاد حویلہ سے اشور تک جو مصر کے سامنے اس راستے پر ہے

> جس سے اسور کو جاتے ہیں آباد تھی۔ یہ لوگ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسے ہوئے تھے"۔[۱۱۵]

"سب بھائیوں کے سامنے بسے رہے" کی تشریح مولانا فراہیؒ نے یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کے مسکن کو تمام ذریت ابراہیم کا قبلہ قرار دیا تھا۔ اس کے اثبات میں فرماتے ہیں:

> "سب بھائیوں کے سامنے بسنے کی جو تاویل ہم نے کی ہے اس کے سوا اس کی کوئی دوسری صحیح تاویل ممکن نہیں کیونکہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کی تمام اولاد ماسوا بنی اسماعیل کے مشرق و شمال میں آباد ہوئی پس حضرت اسماعیل ان سب کے سامنے اسی وقت ہو سکتے ہیں جب یہ مانا جائے کہ ان کی بستی ان سب کے قبلہ کی سمت تھی اور اس کو مان لینا بہت اقرب ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے سب کا امام بنایا تھا اور ان کے بعد اس امامت کے وارث حضرت اسماعیل ہوئے"۔[۱۱۶]

توریت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کو اپنی بڑی قربانیوں کا رخ جنوب کی سمت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ چنانچہ ان کے لیے قدس الاقداس نامی قربانی کے لیے جنوب کی سمت رخ کرنا ضروری تھا۔ سالانہ قربانی جو سب سے بڑی قربانی تصور کی جاتی تھی۔ اس کا رخ بھی جنوب کی طرف ہوتا تھا۔ خیمہ میں مسکن مقدس بھی جنوب کی سمت تھا کتاب خروج میں ہے: "مسکن کا رخ جنوب کی جانب برکت حاصل کرنے کے لیے بنایا جائے"[۱۱۷] قربانیوں کا رخ جنوب کی جانب ہونے کی حکمت توریت سے کچھ نہیں معلوم ہوتی۔ یا تو یہود جانتے ہی نہ تھے یا انھوں نے دانستہ اسے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ مولانا فراہیؒ نے اس کی انتہائی معقول حکمت بیان کی ہے:

> "ہمارے نزدیک ان تمام ترتیب کا اصلی فلسفہ یہ ہے کہ جو شخص خداوند کے حضور آئے اس کا رخ جانب جنوب یعنی مکہ معظمہ اور ابراہیمی قربان گاہ کی طرف ہو۔ اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ خیمہ کے اندر مسکن مقدس بھی جنوب کی سمت میں تھا اور مذبح اس کے سامنے دروازے کی طرف تھا اس لیے جو شخص وہ قربانی پیش کرتا جس کو قدس الاقداس کہتے ہیں وہ مذبح کے شمالی جانب کھڑا ہوتا تاکہ اس کا رخ مسکن ربانی کی طرف ہو سکے

جس کے معنی یہ تھے کہ اس کا رخ لازماً خانہ کعبہ کی طرف ہوتا جس کے پاس مروہ ہے جس کو اولین قربان گاہ ہونے کی عزت حاصل ہے اور جس کے پاس ہی مسکنِ اسماعیل بھی ہے۔"[۴۵]

۲۔ حضرت ابراہیم کی وفات اور تدفین کے سلسلہ میں توریت میں ہے:

"ابرہام کی کل عمر جب تک کہ وہ جیتا رہا ایک سو پچھتر[۱۷۵] برس کی ہوئی تب ابرہام نے دم چھوڑ دیا اور خوب بڑھاپے میں نہایت ضعیف اور پوری عمر کا ہو کر وفات پائی اور اپنے لوگوں میں جا ملا۔ اور اس کے بیٹے اضحاق اور اسماعیل نے مکفیلہ کے غار میں جو ممرے کے سامنے حتی صحر کے بیٹے عفرون کے کھیت میں ہے، اسے دفن کیا۔"[۴۶]

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل وقتاً فوقتاً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کے لیے آجایا کرتے تھے اور وفات سے قبل بھی ان کے پاس موجود تھے۔ اس سے یہود کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے کہنے پر انھیں ان کی ماں کے ساتھ نکال دینے کے بعد ان سے کوئی ربط نہ رکھا۔

حضرت اسماعیلؑ قرآن میں

قرآن کریم میں حضرت اسماعیل کے متعدد اوصاف اور فضائل بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے لوگوں پر فضیلت بخشی (الانعام-۸۶)

۲۔ وہ وعدے کے سچے اور رسول اور نبی تھے (مریم-۵۴)

۳۔ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھے (مریم-۵۵)

۴۔ صبر کرنے والے تھے (الانبیاء-۸۵)

۵۔ صالحین میں سے تھے (الانبیاء-۸۶)

۶۔ نیک لوگوں میں سے تھے (ص-۴۸)

اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی کے دوؔ واقعات کو بہت نمایاں کر کے پیش کیا ہے یہ وہ واقعات ہیں جن سے یہود نے تجاہل برتنے

کی کوشش کی ہے۔

۱۔ سورۂ صافّات میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے وطن سے ہجرت کرتے وقت دعا کی تھی:

" اے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو (اس دعا کے جواب میں) ہم نے اس کو ایک حلیم (بردبار) لڑکے کی بشارت دی۔ وہ لڑکا جب اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک روز) ابراہیم نے اس سے کہا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو بتا تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ابا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے۔ آپ انشاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے، آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیم نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی" (الصافات: ۱۰۰-۱۰۶)

ان آیات میں واقعۂ ذبح بیان کیا گیا ہے۔ ان میں اگرچہ ذبیح کا نام مذکور نہیں لیکن اس کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ حضرت اسماعیلؑ ہی پر صادق آتی ہیں۔ حضرت ابراہیم نے ان کے سامنے جب اپنا خواب بیان کیا تو انھوں نے تعمیل حکم کا وعدہ کیا اور اپنے صابر ہونے کی یقین دہانی کرائی۔ اور ان کی یہی صفات سورۂ مریم (وعدہ کو سچ کر دکھانے والا) اور سورۂ انبیاء (صبر کرنے والا) میں بیان کی گئیں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی متعدد دلیلیں ان آیات میں ایسی موجود ہیں جن کی بنا پر حضرت اسماعیل ذبیح قرار پاتے ہیں[۲۷]

۲۔ دوسرا واقعہ حضرت اسماعیل کے خانۂ کعبہ سے تعلق کا ہے۔ حضرت ابراہیم نے مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کو آباد کیا اور بارگاہ ایزدی میں یہ دعا فرمائی:

"پروردگار میں نے ایک بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصہ کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ پروردگار یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انھیں کھانے کو پھل دے شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔ (ابراہیم - ۳۷)

پھر جب اسماعیل علیہ السلام بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ

دونوں کو خانۂ خدا کی بنیادیں اٹھانے اور پاک رکھنے کا حکم دیا:

"اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو" (البقرہ۔ ۱۲۵)

چنانچہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ دونوں نے مل کر خانۂ کعبہ کی بنیادیں اٹھائیں اور اس کے شرف قبولیت کے لیے بارگاہ ایزدی میں دعا کی:

" اور یاد کرو ابراہیم اور اسماعیل جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے تو سب کی سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے رب ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع و فرماں بردار) بنا۔ ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے اور اے رب ان لوگوں میں خود انھیں کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو جو انھیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔" (البقرہ: ۱۲۷ – ۱۲۸)

ان آیات سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا موسّس خانہ کعبہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم نے بچپن ہی میں انھیں اللہ کے حکم سے بیابان میں لاکر آباد کیا۔ وہ وہیں اللہ کی رحمت و عنایات میں پلے بڑھے یہاں تک کہ جب بڑے ہوئے تو اللہ نے انھیں خانۂ خدا کی بنیادیں اٹھانے کا حکم دیا۔ خانۂ خدا کی تعمیر کے دوران دونوں کی زبانوں پر جو دعائیہ کلمات جاری تھے ان میں سے ایک اہم دعا یہ تھی کہ ان کی نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مطیع و فرماں بردار ہو اور انھیں لوگوں میں سے ایک ایسا رسول اٹھا جو انھیں تیری آیات سنائے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیوں کا تزکیہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور تقریباً ڈھائی ہزار سال کے بعد ان کی نسل سے خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

حواشی

؎۱ واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب پیدائش باب ۲۱ ؎۲ ایضاً باب ۱۹ ۳۰-۳۸ ؎۳ کتاب پیدائش باب ۱۶ ۱-۲ ؎۴ ایضاً باب ۲۵ ۱-۶ ؎۵ باب ۲۱ ۱۰ ؎۶ کتاب خروج باب ۲۱ ۷-۸ ؎۷ کتاب سموئیل اول باب ۲۵ ۴۰-۴۱۔ ؎۸ رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان منصورپوری رفاہ عام سٹیم پریس لاہور ۱۹۲۱ء جلد دوم ص ۳۹ خاص اسی موضوع پر مولانا عنایت رسول چریاکوٹی نے ایک رسالہ 'النصوص الباہرہ فی حریۃ ہاجرہ' کے نام سے سپرد قلم فرمایا تھا جو نواب اعظم یار جنگ مولانا محمد چراغ علی کے رسالہ "النصوص الظاہرہ فی حریۃ ہاجرہ" کے ساتھ "حضرت ہاجرہ" نامی کتاب کی صورت میں روز بازار سٹیم پریس امرتسر سے ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس رسالہ میں مولانا چریاکوٹی نے حضرت ہاجرہ کے آزاد ہونے کے اثبات میں خود توریت سے متعدد دلیلیں دی ہیں بعد کے تمام لوگوں نے اس موضوع پر انھیں سے استفادہ کیا ہے۔ ؎۹ قصص یہود جلد اول ص ۲۲۵ و ص ۲۳۷ بحوالہ تفسیر ماجدی تاج کمپنی پاکستان ص ۵۰
؎۱۰ دیکھئے رحمۃ للعالمین دوم ص ۴۰ توریت کے حوالے کے لیے دیکھئے کتاب پیدائش باب ۲۰ ۳-۱۳
؎۱۱ کتاب پیدائش باب ۱۶ ۱۵ ؎۱۲ کتاب پیدائش باب ۲۱ ۸-۱۰ ؎۱۳ ایضاً باب ۲۱ ۱۴-۱۸
؎۱۴ تفصیل کے لیے دیکھئے راقم کا مضمون "مناسک حج کی تاریخ" شائع شدہ ماہنامہ حیات نو اعظم گڑھ جون جولائی ۸۰ء
؎۱۵ پیدائش باب ۲۲ ۱-۲ ؎۱۶ حضرت اسحاق کو ذبیح قرار دینے والوں میں صحابہ کرام میں سے حضرت عمر، حضرت علی حضرت ابن مسعود، حضرت عباس، حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ اور تابعین وغیرہ میں سے قتادہ، عکرمہ حسن بصری، سعید بن جبیر، مجاہد، شعبی، مسروق، مکحول، زہری، عطا، مقاتل، سدی، کعب احبار، زید بن اسلم کے نام ملتے ہیں۔ البتہ روایتوں میں ان میں سے بعض کی طرف دونوں قسم کے اقوال ملتے ہیں (تفصیل کے لیے دیکھئے تفسیر ابن جریر طبری اور تفسیر ابن کثیر سورہ صافات) ابن کثیر نے ان اقوال کا جائزہ لیتے ہوئے بدلائل ثابت کیا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل ہیں۔ متاخرین میں مولانا فراہی (رسالہ ذبیح کون؟) اور مولانا مودودی (تفہیم القرآن سورہ صافات) نے بھی اس پر تفصیل سے بحث کی ہے اور حضرت اسماعیل کا ذبیح ہونا ثابت کیا ہے۔
؎۱۷ انجیل برناباس کی صداقت سے اگرچہ عیسائیوں کو انکار رہا ہے۔ لیکن اس میں متعدد داخلی شہادتیں ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مروجہ انجیلوں سے زیادہ سچائی ہے۔ غیر سرکاری ہونے کی وجہ سے اس میں تحریفیں نہیں ہو سکی ہیں اور اس کا لکھنے والا حضرت عیسیٰ کا حواری معلوم ہوتا ہے۔ انجیل برناباس کے بارے میں تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے انجیل برنابا (عربی ایڈیشن) شائع شدہ دار القلم کویت پر رشید رضا مصری اور مترجم خلیل سعادہ کے مقدمے، تفہیم القرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی جلد پنجم تفسیر سورۂ صف اور انجیل برناباس (اردو) میں مترجم آسی ضیائی کا مقدمہ۔

۱۸؎ انجیل برناباس (اردو) آسی ضیائی - مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ص ۳۷-۳۸
۱۹؎ ایضاً ص ۱۴۵-۱۴۶ ۲۰؎ ایضاً ص ۲۶۹ ۲۱؎ ایضاً ص ۸۰
۲۲؎ پیدائش باب ۲۵ ۱۱ ۲۳؎ کتاب خروج باب ۲۲ ۱۳
۲۴؎ کتاب یشوع باب ۲۴ ۲-۳ ۲۵؎ کتاب یسعیاہ باب ۵ ۲ ۲۶؎ پیدائش باب ۱۵ ۱۵-۱۹
۲۷؎ حضرت اسحاق کی نسل کی کثرت کا وعدہ کتاب پیدائش میں دوسری جگہوں پر بھی ہے مگر وہاں اللہ تعالیٰ نے خود حضرت اسحاق کو مخاطب کیا ہے دیکھئے پیدائش باب ۲۶ ۱-۵، ۲۴ اور باب ۲۸ ۱۳-۱۵
۲۸؎ پیدائش باب ۱۵ ۳-۵ ۲۹؎ ایضاً باب ۱۶ ۱۰
۳۰؎ ایضاً باب ۱۷ ۱-۶ ۳۱؎ ایضاً باب ۱۷ ۲۰
۳۲؎ ایضاً باب ۲۱ ۱۳ ۳۳؎ ایضاً باب ۲۱ ۱۷-۱۸
۳۴؎ ایضاً باب ۲۲ ۱۶-۱۸ ۳۵؎ ایضاً باب ۱۷ ۷-۱۴
۳۶؎ انجیل برناباس (اردو) ص ۷۹-۸۰ ۳۷؎ پیدائش باب ۲۱ ۲۰-۲۱
۳۸؎ رحمۃ للعالمین دوم ص ۵۲-۵۳، سرسید احمد خاں نے اس دلیل کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور انگریز جغرافیہ دانوں کے حوالے سے اس کا اثبات کیا ہے۔ دیکھئے الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ طبع نولکشور سٹیم پریس لاہور ص ۴۹۵-۴۹۸
۳۹؎ کتاب یسعیاہ باب ۶۰ ۶-۷ ۴۰؎ تفصیل کے لیے دیکھئے رحمۃ للعالمین دوم ص ۴۸
۴۱؎ پیدائش باب ۱۶ ۱۲ ۴۲؎ ایضاً باب ۲۵ ۱۸
۴۳؎ ذبیح کون ؟ مولانا حمید الدین فراہی اردو ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی دائرۂ حمیدیہ سرائے میر اعظم گڑھ ص ۷۶ ۔ ۴۴؎ کتاب خروج باب ۲۷ ۹
۴۵؎ ذبیح کون ص ۷۴ ۴۶؎ پیدائش باب ۲۵ ، ۷-۸
۴۷؎ مولانا فراہی نے قرآن سے تیرہ دلیلیں دی ہیں تفصیل کے لیے دیکھئے ذبیح کون ؟